

رمضان المبارک میں قیام اللیل کی فضیلت

رمضان المبارک میں قیام اللیل کی فضیلت

1 - ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں قیام کرنے کی رغبت دلایا کرتے اور انہیں پختہ عزم کے ساتھ قیام کا حکم دیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے :

جس نے ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے رمضان المبارک میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں -
جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو معاملہ اسی طرح چل رہا تھا (یعنی بغیر جماعت تراویح ادا کی جاتی تھیں) اور پھر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں بھی اسی طرح معاملہ چلتا رہا -

اور عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قضاہ قبیلہ کا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا : اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! مجھے یہ بتائیں کہ :

اگر میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لوں اور یہ گواہی دوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ، اور پانچ نمازوں کی ادائیگی کروں ، اور رمضان المبارک کے روزے رکھوں ، اور رمضان المبارک میں قیام اللیل کروں اور زکوٰۃ بھی ادا کروں تو مجھے کیا ملے گا ؟

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جسے اس حالت میں موت آئے وہ صدیقوں اور شہداء میں سے ہے -

لیلة القدر اور اس کی تحدید :

2 - رمضان المبارک کی راتوں میں سب سے بہتر اور افضل رات لیلة القدر ہے جس کے بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(جس نے بھی ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے لیلة القدر کا قیام کیا (پھو اسے لیلة القدر مل گئی) تو اس پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں) -

3 - ليلة القدر کے بارہ میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ ستائیسویں رات ہے بعض احادیث میں بھی اس کا ثبوت ملتا ہے جس میں مندرجہ ذیل حدیث شامل ہے :

زر بن حبیش کہتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ یہ کہہ رہے تھے - انہیں یہ کہا گیا کہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ : جس نے سال بھر قیام اللیل کیا اسے ليلة القدر مل جاتی ہے ! تو ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے : اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے ، انہوں نے چاہا کہ لوگ اسی پر بھروسہ نہ کر لیں -

اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ رات رمضان میں ہے ، انہوں بغیر ان شاء اللہ کہے قسم کھائی اللہ کی قسم مجھے علم ہے کہ وہ کونسی رات ہے ؟ یہ وہی رات ہے جس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قیام کرنے کا حکم دیا ، وہ ستائیسویں رات ہے ، اس کی نشانی یہ ہے کہ صبح سورج کے طوع ہونے میں تمازت نہیں ہوتی -

اسے مرفوع بھی بیان کیا گیا ہے ، مسلم وغیرہ نے بھی بیان کیا ہے -

قیام اللیل میں جماعت کی مشروعیت :

4 - رمضان المبارک میں قیام اللیل میں جماعت مشروع ہے ، بلکہ اکیلے پڑھنے سے جماعت میں پڑھنا افضل ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی جماعت کروائی ہے ، اور اس کے فضائل بھی بیان فرمائے ہیں - ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے تو مہینہ کے تیس دن تک ہمیں قیام نہ کروایا اس کے بعد چھبیسویں رات تک رات کے تیسرے پہر تک قیام کرواتے رہے اور چھبیسویں رات کو قیام نہیں کروایا ، اور چھبیسویں رات کو تو نصف رات تک قیام کروایا تو میں کہنے لگا اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم :

اگر آپ ہمیں اس رات اور زیادہ قیام کرواتیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

جب کوئی شخص امام کے ساتھ اس کے جانے تک قیام کرتا رہے تو اسے پوری رات کا ثواب ملتا ہے -

اور چھبیسویں رات قیام نہیں کروایا ، اور تیسویں رات کو اپنے سب گھروالے اور بیویوں اور لوگوں کو بھی جمع کیا اور ہمیں اتنا قیام کروایا کہ ہمیں فلاح کے ختم ہونے کا خدشہ ہونے لگا راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ فلاح کیا ہے ؟ انہوں نے کہا سحری کو فلاح کہتے ہیں -

پھر اس کے بعد باقی مہینے میں قیام نہیں کروایا ۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل طور پر تراویح اور قیام اللیل میں جماعت نہ کروانے کا سبب :

5 - تین راتوں کے علاوہ باقی پورا مہینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تراویح کی جماعت اس لیے نہیں کروائی کہ کہیں رمضان میں قیام اللیل فرض ہی نہ ہو جائے اور لوگ اسے ادا کرنے سے عاجز آجائیں جیسا کہ صحیحین میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں بیان ہے ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے یہ خوف زائل ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت بھی مکمل کر دی ہے لہذا وہ علت ختم ہو چکی ہے جس کی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی جماعت ترک کی تھی ۔

اس لیے مشروعیت جماعت کا حکم باقی ہے ، جیسا کہ بخاری میں ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اس کا احیاء کیا تھا

عورتوں کے لیے جماعت کی مشروعیت :

6 - عورتوں کے لیے بھی نماز تراویح کی جماعت میں شامل ہونا مشروع ہے جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بیان کیا گیا ہے ۔

اور عورتوں کے لیے مردوں کے علاوہ خاص امام بنانا جائز ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مردوں کے لیے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عورتوں کے لیے سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا تھا :

عرفجہ ثقفی بیان کرتے ہیں کہ :

علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو رمضان المبارک میں قیام اللیل کا حکم دیتے اور مردوں اور عورتوں کے لیے علیحدہ علیحدہ امام مقرر کرتے تھے ، راوی کہتے ہیں کہ میں عورتوں کی امامت کیا کرتا تھا ۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ اس وقت ہوگا جب مسجد وسیع ہو تا کہ لوگوں کو اس میں پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے ۔

قیام اللیل یعنی تراویح کی رکعات کی تعداد :

7 - تراویح گیارہ رکعات ہیں ، ہم بھی یہی اختیار کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی میں گیارہ رکعات سے زیادہ ادا نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رخصت ہونے تک ان گیارہ

رکعات سے زیادہ قیام اللیل نہیں فرمایا ۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام اللیل کے بارہ میں سوال کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں کتنا قیام کیا کرتے تھے؟ تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں :

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور رمضان کے علاوہ گیارہ رکعات سے زیادہ ادا نہیں کیا کرتے تھے ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چار رکعات پڑھتے تھے آپ ان کے حسن اور طول کے بارہ میں نہ پوچھیں اس کے بعد وہ پھر چار رکعات ادا کرتے تھے آپ ان کے طول اور حسن کے بارہ میں نہ پوچھیں ، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات ادا کیا کرتے تھے ۔

امام بخاری اور مسلم وغیرہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے ۔

8 - اس سے کم رکعات بھی پڑھنا جائز ہیں چاہے وہ صرف ایک رکعات وتر پر ہی اکتفا کرے تو ایسا کرنا بھی جائز ہے ، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کرنا فعلا اور قولاً دونوں ہی ثابت ہیں :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی دلیل یہ ہے کہ :

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعات وتر پڑھا کرتے تھے؟ تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعات کے ساتھ تین رکعتیں پڑھ کر وتر ادا کیا کرتے تھے ، اور کبھی چھ اور تین ، اور کبھی دس اور تین کے ساتھ وتر ادا کرتے تھے ، لیکن سات رکعات سے کم اور تیرہ رکعات سے زیادہ رکعات کبھی بھی ادا نہیں کیں ۔

اسے سنن ابوداؤد ، اور مسند احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ : وتر حق ہے لہذا جو چاہے وہ پانچ وتر ادا کرے ، اور جو چاہے وہ تین وتر ادا کرے ، اور جو چاہے وہ ایک وتر ادا کرے ۔

قیام اللیل میں قرأت کرنا :

9 - رمضان المبارک وغیرہ میں قیام اللیل میں قرأت کرنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تحدید ثابت نہیں کہ

اس حد سے کم یا زیادہ پڑھا جائے ، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت تو طوالت اور کم ہونے کے اعتبار سے مختلف ہوتی کبھی آپ ہر رکعت میں سورۃ المزل جتنا پڑھا کرتے جو تقریباً بیس آیات بنتیں ہیں ۔

اور کبھی پچاس آیات جتنا پڑھا کرتے تھے ، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے : جو بھی رات کی نماز میں سو آیات پڑھے وہ غافلوں میں شامل نہیں ہوگا ۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ : دو سو آیات پڑھنا والا مخلص اور قانتین لوگوں میں شمار ہوگا ۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی رات میں سبع الطوال یعنی سات لمبی سورتیں پڑھیں حالانکہ آپ مریض بھی تھے وہ سورتیں مندرجہ ذیل ہیں :

سورۃ البقرۃ ، آل عمران ، النساء ، المائدۃ ، الانعام ، الاعراف ، التوبۃ ، انہیں سبع الطوال کہا جاتا ہے ۔

اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصہ میں ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی رکعت میں سورۃ البقرۃ پھر النساء ، اور پھر آل عمران پڑھی ، اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم آرام اور سکون اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتے تھے ۔

صحیح بلکہ اصح اسناد کے ساتھ ثابت ہے کہ جب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رمضان المبارک میں لوگوں کو قیام اللیل میں گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو سو آیا پڑھا کرتے تھے حتیٰ کہ مقتدی حضرات قیام لمبا ہونے کی وجہ سے لاثیوں پر سہارا لیتے ، اور فجر کے قریب ہی وہاں سے جاتے تھے ۔

اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے رمضان المبارک میں قراء کرام کو بلا یا اور ان میں سب سے تیز قرأت کرنے والے کو تیس آیات اور درمیانے کو پچیس ، اور سست کو بیس آیات پڑھنے کا حکم دیا ۔

لہذا اس بنا پر ہم یہ کہیں گے کہ جب کوئی شخص اکیلا قیام اللیل کرنا چاہے تو اسے اجازت ہے جتنا مرضی رکعت لمبی کر لے ، اور اگر اس کے ساتھ لمبا قیام کرنے والے ہوں تو پھر بھی لمبا قیام کرسکتا ہے ، قیام اللیل جتنا بھی لمبا کیا جائے اتنا ہی افضل ہے ، لیکن اسے اس میں مبالغہ نہیں کرنا چاہیے کہ وہ ساری رات ہی قیام کرتا ہے ، لیکن بعض اوقات اور نادر طور پر کرسکتا ہے ۔

تا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی ہوسکے جنہوں نے یہ فرمایا کہ :

(اور سب سے بہتر اور اچھا راہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے)

لیکن اگر قیام اللیل کی جماعت کروائی جائے تو پھر اسے اتنا لمبا قیام نہیں کرنا چاہیے کہ مقتدیوں کو مشقت ہونے لگے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(جب تم میں سے کوئی ایک لوگوں کو قیام کروائے اسے قیام میں تخفیف کرنی چاہیے کیونکہ مقتدیوں میں چھوٹے بچے ، اور بوڑھے ، مریض ، اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں اور جب وہ اکیلا قیام کر رہا تو جتنا مرضی لمبی کر لے) -

قیام کا وقت :

(بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نماز وتر کا اضافہ کیا ہے لہذا وتر نماز عشاء نماز فجر کے مابین پڑھا کرو) -

11 - قیام اللیل اگر رات کے آخری حصہ میں ادا کرنا آسان ہو تو یہ زیادہ افضل اور بہتر ہے ، کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

(جسے خدشہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں بیدار نہیں ہوسکے گا اسے رات کے پہلے حصہ میں ہی وتر ادا کر لینے چاہییں ، اور جسے یہ طمع ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوسکے گا تو اسے رات کے آخری حصہ میں ہی وتر پڑھنے چاہییں ، کیونکہ رات کے آخری حصہ میں ادا کی گئی نماز میں حاضری ہوتی ہے اور یہ افضل بھی ہے) یعنی فرشتے حاضر ہوتے ہیں -

12 - جب رات کے پہلے حصہ میں نماز باجماعت ادا کرنا اور رات کے آخری حصہ میں اکیلے نماز ادا کرنے جیسا معاملہ ہو تو باجماعت نماز کی ادائیگی اکیلے پڑھنے سے افضل اور بہتر ہے ، کیونکہ اس کی وجہ سے اس کے لیے مکمل رات کے قیام کا اجر و ثواب لکھا جائے گا -

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بھی صحابہ کرام اسی پر عمل کرتے رہے ، اسی سلسلے میں عبدالرحمن بن عبید القاری کہتے ہیں :

ماہ رمضان کی ایک رات عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ میں مسجد کی طرف گیا تو لوگ مختلف جگہوں پر جدا جدا نماز پڑھ رہے کہیں کوئی اکیلا شخص ہی اور کہیں کچھ لوگوں کا مجموعہ نماز پڑھ رہا تھا ، تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے :

اللہ کی قسم میرے خیال میں اگر انہیں ایک ہی قاری اور امام پر جمع کر دیا جائے تو یہ زیادہ بہتر اور اچھا ہوگا ، پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پر عزم ہو کر انہیں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جمع کر دیا -

راوی کہتے ہیں کہ میں ایک رات پھر عمررضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو لوگ اپنے امام و قاری کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے ، تو انہیں دیکھ کر عمررضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے :

یہ نیا کام اچھا ہے ، اور وہ لوگ جو اس سے سوئے ہوئے ہیں وہ قیام کرنے والوں سے افضل ہیں (رات کے آخر میں قیام کرنے والے افضل ہیں) لوگ امام کے ساتھ رات کے شروع میں قیام کرتے تھے -

زیدبن وہب رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

عبداللہ ہمیں ماہ رمضان میں نماز پڑھا کررات کو واپس چلے جاتے تھے -

پہلی : دو رکعات میں سلام پھیرنے کے بعد ایک وتر پڑھا جائے ، یہ زیادہ قوی اور افضل ہے -

دوسری : دوسری رکعت میں تشهد نہ بیٹھے یعنی تین رکعات میں آخری رکعت میں ہی تشهد بیٹھے - واللہ تعالیٰ اعلم -

تین و تروں میں قرآت کرنا :

14 - تین وتر پڑھنے میں سنت میں یہ ہے کہ اس کی پہلی رکعت میں (**سبح اسم ربك الأعلى**) اور دوسری رکعت میں (**قل يا أيها الكافرون**) اور تیسری رکعت میں (**قل هو الله أحد**) اور بعض اوقات اس میں سورۃ الفلق اور الناس کا بھی اضافہ کیا جائے -

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ وتر کی ایک رکعت میں سورۃ النساء کی سو آیت پڑھیں تھیں -

دعاء القنوت :

15 - و تروں میں اسے دعائے قنوت پڑھنی چاہیے ، یہ دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھائی تھی جسے ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں :

(اللهم اهدني فيمن هديت وعافني فيمن عافيت وتولني فيمن توليت ، وبارك لي فيما أعطيت ، وقني شر ما قضيت ، فإنك تقضي ولا يقضى عليك ، وإنه لا يذل من واليت ، ولا يعز من عاديت ، تباركت ربنا وتعاليت ، لا منجا منك إلا إليك)

اے اللہ جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے ان میں مجھے بھی ہدایت نصیب فرما ، اور جن لوگوں کو تو نے عافیت دی ہے ان میں مجھے بھی عافیت سے نواز ، اور جن کا تو خود والی بنا ہے میں میرا بھی والی بن ، اور تو نے جو کچھ عطا

فرمایا ہے اس میں میرے لیے برکت فرما ، اور جو فیصلے تو نے کیئے ہیں ان کے شر سے مجھے محفوظ رکھ کیونکہ تو ہی فیصلے کرتا ہے ، اور تیرے خلاف کوئی فیصلے نہیں ہوسکتے ، جس کا تو دوست بن جائے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا ، اور جسے تو دشمنی کرے وہ کبھی بھی عزت نہیں پاسکتا ، اے ہمارے پروردگار تو عزت والا اور بابرکت اور بلند ہے ، صرف تیری ہی پناہ ہے ۔

اس کے بعد بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور کوئی صحیح مشروع دعا بھی اس کے ساتھ بڑھانے میں کوئی حرج نہیں ۔

16 - دعائے قنوت رکوع سے قبل یا پہلے دونوں حالتوں میں ہی صحیح ہے ، اور اس میں کافروں اور دین کے دشمنوں کے خلاف بددعا اور ان پر لعنت کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ، اور آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور مسلمانوں کے حق میں دعا بھی کرنا صحیح ہے ، اور خاص کر نصف رمضان کے بعد ایسا کرنا چاہیے کیونکہ اس کا ثبوت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں آئمہ کرام کی دعا سے ملتا ہے ۔

عبدالرحمن بن عبیدالقاری جن کا ذکر اوپر بھی کیا جا چکا ہے بیان کرتے ہیں کہ :

اور وہ نصف میں پہنچ کر کفار پر لعنت اور بددعا کیا کرتے اور کہتے تھے :

(اللهم قاتل الكفرة الذين يصدون عن سبيلك ، ويكذبون رسلك ، ولا يؤمنون بوعدك ، وخالف بين كلمتهم ، وألق في قلوبهم الرعب ، وألق عليهم رجزك وعذابك ، إله الحق)

اے اللہ کفار کو تباہ برباد کر کے جو لوگوں کو تیرے راستے سے روکتے اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں ، اور تیرے وعدے پر انہیں یقین نہیں ، اے اللہ ان کے مابین اختلاف پیدا کر دے ، اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دے ، اور اے اللہ الحق ان پر اپنا عذاب اور قہر نازل فرما ۔

پھر آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور مسلمانوں کے حق میں حسب استطاعت خیر و بھلائی کی دعا کرے اور مومنوں کے لیے دعائے استغفار کرے ۔

راوی کہتے ہیں کہ :

امام جب کفار پر لعنت وان کے لیے بددعا کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور مسلمانوں و مومن مرد و عورت کے لیے دعائے استغفار اور سوال کر چکتے تو یہ کہتے تھے :

((اللهم إياك نعبد ، ولك نصلي ونسجد ، وإليك نسعى ونحفد ، ونرجو رحمتك ربنا ، ونخاف عذابك الجذ ، إن عذابك لمن عاديت ملحق)

پہرامام تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلا جاتا ۔

وتر کے آخر میں کیا کہنا چاہیے :

– وتر کے آخر میں سلام سے قبل یا بعد میں مندرجہ ذیل کلمات کہنے سنت ہیں :

(اللهم إني أعوذ برضاك من سخطك ، وبمعافاتك من عقوبتك ، وأعوذ بك منك ، لا أحصي ثناء عليك ، أنت كما اثنيت على نفسك) :-

18 – جب و تروں سے سلام پبھر چکے تولمبے لمبے تین بار مندرجہ ذیل کلمات کہے اور تیسری بار اونچی آواز میں کہنا چاہیے :

(: سبحان الملك القدوس ، سبحان الملك القدوس ، سبحان الملك القدوس)

پاک ہے بادشاہ بہت پاکیزگی والا ، پاک ہے بادشاہ بہت پاکیزگی والا ، پاک ہے بادشاہ بہت پاکیزگی والا ۔
وتروں کے بعد دو رکعات :

19 – و تروں کے بعد دو رکعات پڑھنا جائز ہیں اگرچاہے تو پڑھ سکتا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فعلا ثابت ہے ، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا کہ :

یقینا یہ سفر میں جہد و مشقت ہوتا ہے لہذا جو کوئی بھی وتر ادا کرے اور اگر وہ بیدار ہو جائے تو دو رکعتیں ادا کرے لیکن اگر وہ بیدار نہیں ہوتا تو اس کی ہو جائیں گی ۔

20 – ان دونوں رکعتوں میں سورة الزلزال ، اور کافروں پڑھنا سنت ہے ۔

مندرجہ بالا اقتباس علامہ البانی رحمہ اللہ کی کتاب : قیام رمضان سے لیا گیا

امام کے منصرف ہونے تک قیام کرنے میں پیروی کرنا

جب راجح اور سنت یہ ہے کہ تراویح کی گیارہ رکعات ہیں ، لیکن اگر میں کسی ایسی مسجد میں تراویح ادا کروں جہاں پر اکیس رکعات تراویح ادا کی جاتی ہوں ، تو کیا میں دس رکعت کے بعد وہاں سے جاسکتا ہوں ، یا یہ بہتر ہے کہ ان

کے ساتھ اکیس رکعات ادا کروں ؟

افضل تو یہ ہے کہ آپ امام کے ساتھ ہی تراویح مکمل کریں اگرچہ وہ اکیس رکعت سے بھی زیادہ ادا کرتا ہے ، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمومی قول کے مطابق یہ جائز ہے -

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(جس نے بھی امام کے ساتھ اس کے جانے تک قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اسے پوری رات کے قیام کا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے) اسے نسائی نے باب قیام شہر رمضان وغیرہ نے روایت کیا ہے -

اور ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے :

(رات کی نماز دو دو رکعت ہے ، جب آپ کو طلوع فجر کا خدشہ ہو تو ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھیں) اسے ساتوں نے روایت کیا ہے لیکن مندرجہ بالا الفاظ نسائی کے ہیں :-

اس میں تو کوئی شک و شبہ نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا اور اتنی رکعات ہی ادا کرنے میں مقید رہنا اولیٰ اور افضل ہے کیونکہ اس میں نماز کی طوالت اور حسن ہوتا ہے -

رات کے آخر میں وتر مکمل کرنے کے لیے اگر امام کے ساتھ وتر پڑھتے ہوئے ایک رکعت زیادہ پڑھی جائے ؟

جواب :

الحمد لله :

ہمیں تو اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا ، علماء کرام نے بھی اس کی صراحت کی ہے تا کہ رات کے آخر میں وتر پڑھے جاسکیں ، اور اس لیے بھی کہ اس پر یہ صادق ہوسکے کہ اس نے امام کی اتباع کی ہے اور اس کے ساتھ ہی گیا ہے تا کہ پوری رات کے قیام کا اجر و ثواب حاصل ہو -

اور اس لیے کہ اس نے ایک رکعت شرعی مصلحت کے لیے زیادہ کی ہے تا کہ رات کے آخر میں وتر ادا کرسکے ، لہذا اس میں کوئی حرج نہیں ، اور اس سے وہ امام کی اتباع سے خارج نہیں ہوجاتا بلکہ اس نے امام کے جانے تک ہی قیام کیا ہے بلکہ اس سے بھی کچھ دیر زیادہ ہی -